بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴
روزنامہ الفضل ربوہ
The Daily
ALFAZL
RABWAH
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
یوم پیر
قیمت فی پرچہ ۳۵ پیسے
جلد ۶۷/۳۲ | ۲۰ صفر ۱۳۹۸ھ ۔ ۳۰ صلح ۱۳۵۷ ہش ۔ ۳۰ جنوری ۱۹۷۸ء | نمبر ۲۵

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۳۰ صلح۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

زخم اللہ تعالیٰ کے فضل سے مندمل ہو رہا ہے

احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے، برکتوں سے معمور لمبی زندگی دے اور ہر طرح حضور کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

لائبیریا کے پریذیڈنٹ کو جماعتِ احمدیہ کی طرف سے قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ اور دیگر اسلامی کتب کی پیشکش

جماعتِ احمدیہ کی قابلِ قدر تعلیمی اور دینی خدمات کا اعتراف، ابلاغِ عامہ کے قومی ذرائع نے وسیع پیمانے پر اس خبر کو نشر کیا

مکرم مولوی عطاء الکریم صاحب شاہد مبلغِ اسلام لائبیریا بذریعہ کیبل گرام مطلع فرماتے ہیں کہ:۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں اور توجہ کے نتیجہ میں مقامی جماعتِ احمدیہ کے ایک وفد کو لائبیریا کے پریذیڈنٹ مسٹر ٹالبرٹ کو قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ معہ تفسیر اور دیگر متعدد اسلامی کتب پیش کرنے کی توفیق حاصل ہوئی، الحمد للہ۔ اس سلسلے میں ہمارے وفد نے ۳ جنوری ۱۹۷۸ء کو پریذیڈنٹ ٹالبرٹ سے ملاقات کی۔ آپ نے اس قابلِ قدر روحانی تحفہ کو شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ اس موقع پر صدرِ لائبیریا نے ان قابلِ قدر تعلیمی اور دینی خدمات کی بہت تعریف کی جو پاکستانی احمدی اس ملک میں بجا لا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے ملک میں ہر مذہب و ملت کے افراد کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے۔ میری یہ خواہش ہے کہ مزید پاکستانی احمدی بھی یہاں آکر ہمارے ملک کی اخلاقی اور دینی فلاح کے سلسلے میں خدمات سرانجام دیں۔

ریڈیو، ٹیلی ویژن اور ابلاغِ عامہ کے دیگر قومی ذرائع نے جماعتِ احمدیہ کے وفد کی ملاقات کی خبر کو وسیع پیمانے پر نشر کیا، الحمد للہ علیٰ ذالک۔

احبابِ جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک میں اسلام کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔ آمین

چندہ وقفِ جدید کی جمع شدہ رقوم

جملہ سیکرٹری صاحبان مال سے درخواست ہے کہ براہِ مہربانی چندہ وقفِ جدید کی جمع شدہ رقوم بلا تاخیر مرکز میں ارسال فرما دیں تاکہ سالِ گذشتہ کی رقوم متعلقہ سال میں محسوب ہو سکیں۔

نیز درخواست ہے کہ براہِ مہربانی تفصیل میں ۱۹۷۷ء کی رقوم اور ۱۹۷۸ء کی رقوم جدا جدا لکھی جائیں۔ اسی طرح تفصیل میں چندہ وقفِ جدید بالغان کی رقوم اور چندہ وقفِ جدید دفتر اطفال کی رقوم علیحدہ علیحدہ درج کی جائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ناظم مال وقفِ جدید ربوہ)

لازمی چندہ جات کی ادائیگی ماہ بماہ کرکے عند اللہ ماجور ہوں۔

(ناظر بیت المال۔ آمد۔ ربوہ)

وصولیوں کا چوتھا مرحلہ ۲۸ فروری ۱۹۷۸ء کو ختم ہو رہا ہے

تمام جماعت ہائے احمدیہ کی یاددہانی کے لئے گذارش ہے کہ صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کے وعدوں کی وصولی مرحلہ وار ہو رہی ہے۔ چوتھا مرحلہ ۲۸ فروری ۱۹۷۸ء کو ختم ہو رہا ہے۔ جائزہ لیں کہ سال ختم ہونے سے پہلے ہر وعدہ کنندہ سے اس کے وعدہ کا کم از کم ۲/۱۵ تک وصول ہو جائے۔

نئے وعدہ کرنے والوں سے ۱/۲ وصولی ہو جانی چاہیئے۔ غلبۂ اسلام کے جلد حصول کے لئے اپنی مساعی کو تیز سے تیز تر کرتے چلے جائیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین (سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ)

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ
۳۰ صلح ۱۳۵۷ ہش
۳۰ جنوری ۱۹۷۸ء

تحصیلِ علم سے متعلق اسلامی احکام اور اُن کی اصل رُوح

ہم قرآن مجید کی آیاتِ کریمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ کی رُو سے حصولِ علم کی اہمیت و عظمت اور اس کی عظیم الشان برکات پر تفصیل سے روشنی ڈال کر واضح کر چکے ہیں کہ جہاں حصولِ علم کے نتیجہ میں، اگر نیت رضائے الٰہی کا حصول ہو، ایک مومن کے لئے جنّت مقدر کر دی جاتی ہے وہاں نیت میں فتور کی وجہ سے حصولِ علم کی جدوجہد دوزخ کی کلید بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ اس لئے اس امر کو بنیادی اہمیت حاصل ہے کہ رضائے الٰہی کے حصول کے سوا تحصیلِ علم کا اَور کوئی مقصد نہیں ہونا چاہیئے۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ حصولِ علم کی جدوجہد میں رضائے الٰہی کے حصول سے کیا مراد ہے اور اس تعلق میں اللہ تعالیٰ کی رضا کیونکر حاصل کی جا سکتی ہے؟ اس سوال کا جواب معلوم ہوئے بغیر انسان حصولِ علم کے اصل مقصد کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اس آخری زمانہ میں جب اسلام اور مسلمانوں پر انحطاط کا دَور آیا اور مغربی اقوام میں اپنی مادی تہذیب کے زیرِ اثر مادی علوم کی ترویج و ترقی کی زبردست رَو چلی تو علماء اس طرف مائل ہوتے چلے گئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا صرف اور صرف دینی علوم حاصل کرنے میں ہے اور یہ کہ مادی علوم کی تحصیل سے جو دہریت پر مبنی ہیں خدا تعالیٰ راضی نہیں ہو سکتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان ترقی کی دَوڑ میں پیچھے رہ گئے اور دن بدن انحطاط پذیر ہوتے چلے گئے۔ اس کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے ایک طبقہ میں علماء کی اس روش کا شدید ردِ عمل ظاہر ہوا اور وہ مادی ترقی کی خاطر دینی علوم سے یکسر بے اعتنائی برتتے ہوئے یکطرفہ طور پر مادی علوم کی تحصیل میں منہمک ہوتے چلے گئے اور اس طرح دین اور اس کے عملی تقاضوں سے یکسر بے بہرہ ہوئے بغیر نہ رہے۔

انیسویں صدی عیسوی کے اواخر میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے بموجب احیاء و غلبۂ اسلام کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ظہور میں آئی اُس وقت رجعت پسندوں اور ترقی پسندوں کے درمیان زبردست آویزش جاری تھی۔ ایک طرف علماء تھے جو جدید علوم کی تحصیل کے شدید مخالف تھے اور یہاں تک کہتے تھے کہ جو بھی ان علوم کی طرف متوجہ ہوگا وہ کافر ہو جائے گا دوسری طرف سر سید احمد خان اور اُن کے ہمنوا تھے جو علومِ جدیدہ کی تحصیل اور ان کی ترویج کو ترقی کی راہ پر گامزن ہونے کے لئے ناگزیر خیال کرتے تھے ان کے نزدیک علومِ جدیدہ کی تحصیل کی خاطر دینی علوم کی تحصیل کو پس پشت ڈالنے میں بھی کوئی مضائقہ نہ تھا۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو یہ آویزش نتیجہ تھی تحصیلِ علم سے متعلق اسلامی احکام کی اصل رُوح کو نہ سمجھنے کا۔

اسلام نے تحصیلِ علم پر بہت زور دیا ہے لیکن یہ کوئی قید نہیں لگائی کہ فلاں علم حاصل کرو اور فلاں علم حاصل نہ کرو۔ سارے ہی علوم حاصل کرنے کی اس نے ترغیب دلائی ہے حتّٰی کہ وہ علوم جنہیں علومِ جدیدہ کہا جاتا ہے اور جن کے بارہ میں سمجھا یہ جاتا ہے کہ وہ خاص اس زمانہ کی دریافت ہیں اُن کے متعلق اشارے اور صحیح خطوط پر رہنمائی قرآن مجید اور احادیثِ نبویؐ میں پہلے سے موجود ہے۔ پھر اسلام کسی خاص علم یا علوم کی تحصیل سے کیسے منع کر سکتا ہے۔ اُس نے تو بار بار اس کائنات کی ہر شئے پر غور کرنے نیز اُس کی کُنہ و کیفیت اور خواص معلوم کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ البتہ اُس نے ایک شرط ضرور لگائی ہے اور وہ جیسا کہ ہم احادیثِ نبویؐ کی رُو سے گزشتہ شمارہ میں واضح کر چکے ہیں یہ ہے کہ علم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر حاصل کیا جائے نہ یہ کہ کسی دنیوی فائدے یا غرض کے پیشِ نظر۔

تحصیلِ علم کے بارہ میں صرف سوچنے اور سمجھنے والی بات یہ رہ جاتی ہے کہ علم کو رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر کیونکر اور کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے؟ وہ خاص نقطۂ نگاہ اور مطمحِ نظر کونسا ہے جو تحصیلِ علم کے تعلق میں رضائے الٰہی پر منتج ہو سکتا ہے؟ اس سوال کا صحیح جواب معلوم نہ کر سکنے کی وجہ سے ہی رجعت پسندوں اور ترقی پسندوں میں باہم آویزش کی کیفیت پیدا ہوئی۔ اوّل الذکر نے یہ خیال کر کے کہ اللہ تعالیٰ صرف دینی علوم کی تحصیل سے ہی راضی ہوتا ہے تمام دوسرے علوم کو بے دینی سے تعبیر کر کے یکسر مسترد کر دیا۔ اسی طرح مؤخر الذکر نے دینی علوم کو ترقی کی راہ میں روک سمجھتے ہوئے یکطرفہ طور پر مادی علوم کی تحصیل کو ہی ترقی کی معراج تصور کرنا شروع کر دیا اور اس طرح دونوں گروہوں کے درمیان آویزش کی کیفیت فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی گئی۔

بالآخر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امر کو واضح فرما کر کہ تحصیلِ علم کے رضائے الٰہی پر منتج ہونے کا طریق کیا ہے اس آویزش کو ختم کیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ علومِ جدیدہ حاصل کرنے میں نہ صرف یہ کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے بلکہ ان علوم میں ضرور دسترس حاصل کرنی چاہیئے لیکن خدمتِ دین اور اعلائے کلمۂ اسلام کی نیت سے۔ اگر ان علوم کو دینی علوم کے تابع رکھ کر انہیں اس غرض اور نیت سے حاصل کیا جائے کہ خدمتِ دین اور اعلائے کلمۂ اسلام کا فریضہ ادا کرنے میں ان سے مدد ملے اور مغربی اقوام کو اسلام کا گرویدہ بنانے کی راہ ہموار ہو تو پھر ان علوم کی تحصیل بجائے خود رضائے الٰہی کے حصول کا موجب بن جائے گی اور ان علوم کی تحصیل کے نتیجہ میں بھی انسان کے لئے جنّت کے حصول کا راستہ آسان ہو سکتا ہے۔ آپؑ نے تحصیلِ علم کے ضمن میں دونوں گروہوں پر ان کی غلطی واضح کر کے انہیں حصولِ علم کے صحیح اسلامی مسلک سے آگاہ فرمایا اور انہیں دینی علوم اور علومِ جدیدہ دونوں سے پُورا پُورا استفادہ کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ مثال کے طور پر پہلے آپؑ نے علومِ جدیدہ کی تحصیل کو کفر قرار دینے والوں پر ان کی غلطی واضح کرتے ہوئے فرمایا:۔

> "مَیں اُن مولویوں کو غلطی پر جانتا ہوں جو علومِ جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں۔ وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علومِ جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہے۔ اور وہ یہ قرار دیئے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ چونکہ خود فلسفہ کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علومِ جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں۔ ان کی رُوح فلسفہ سے کانپتی ہے اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے۔" (تقریر ۲۸ دسمبر ۱۸۹۷ء بحوالہ ملفوظات جلد اوّل ص ۶۸)

اسی طرح آپؑ نے مادی ترقی کے دلدادہ دوسرے گروہ پر بھی اُس کی غلطی واضح کی اور اس ضمن میں فرمایا:۔

> "بات یہ ہے کہ ان علوم کی تعلیمیں یا دہریت اور فلسفیت کے رنگ میں دی جاتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان تعلیمات کا دلدادہ چند روز تو حُسنِ ظن کی وجہ سے جو اُس کو فطرۃً حاصل ہوتا ہے رسومِ اسلام کا پابند رہتا ہے لیکن جوں جوں اُدھر قدم بڑھاتا چلا جاتا ہے اسلام کو دُور چھوڑتا جاتا ہے اور آخر اُن رسوم کی پابندی سے بالکل ہی رہ جاتا ہے اور حقیقت سے کچھ تعلق نہیں رہتا۔ یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے اور ہوا ہے یکطرفہ علوم کی تحقیقات اور تعلیم میں منہمک ہونے کا۔ بہت سے لوگ قومی لیڈر کہلا کر بھی اس رمز کو نہیں سمجھ سکے کہ علومِ جدیدہ کی تحصیل جب ہی مفید ہو سکتی ہے جب محض دینی خدمت کی نیت سے ہو اور کسی اہلِ دل آسمانی عقل اپنے اندر رکھنے والے مردِ خدا کی صحبت سے فائدہ اٹھایا جائے۔" (ایضاً ص ۶۹)

دونوں طبقوں پر ان کے غلط اندازِ فکر اور غلط روش اور اس کی مضرّت واضح فرمانے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے متبعین کو خدمتِ اسلام اور اعلائے کلمۂ اسلام کی غرض سے دینی علوم کے ساتھ ساتھ علومِ جدیدہ حاصل کرنے کی نہایت پُرزور الفاظ میں توجہ دلائی اور اس ضمن میں علومِ جدیدہ کو اسلام کے تابع کرنے پر بہت زور دیا۔ چنانچہ فرمایا:۔

> "پس ضرورت ہے کہ آجکل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علومِ جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو۔ لیکن مجھے یہ بھی تجربہ ہے جو بطور انتباہ مَیں بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ان علوم ہی میں یکطرفہ پڑ گئے اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہلِ دل اور اہلِ فکر کے پاس بیٹھنے کا ان کو موقع نہ ملا اور وہ خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور اسلام سے دُور جا پڑے اور بجائے اس کے کہ ان علوم کو اسلام کے تابع کرتے اُلٹا اسلام کو علوم کے ماتحت کرنے کی بے سود کوشش کر کے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمت کے متکفل بن گئے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے یعنی دینی خدمت وہی بجا لا سکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو۔" (ایضاً ص ۶۹)

واقعہ صلیب اور جدید تحقیقات

تقریر مکرم محترم شیخ عبد القادر صاحب آف لاہور۔ بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۷۷ء

(۶)

ایک اہم سوال کا جواب

حضرت مسیحؑ کی آمد کشمیر کے بارہ میں عیسائی دنیا کی طرف سے سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کشمیر میں دفن ہیں۔ آپ نے عمر عزیز کے کم و بیش اسی سال بلادِ شرقیہ میں بسر کئے تو یہاں ان کی امت کا نشان کیوں نہیں ملتا؟

اس کا جواب تو سیدھا سادہ ہے کہ اگر آج تک بنی اسرائیل کے اسباط عشرہ نہیں ملے گم ہیں۔ ان کی تلاش جاری ہے تو ان کے چرواہن کو بھی تلاش کرنا ہوگا۔ یہ مسلمہ ہے کہ بنی اسرائیل کے دس قبیلے بلادِ شرقیہ کی اقوام و ملل میں جذب ہوگئے۔ ان کا نام و نشان نہیں ملتا۔ اگر لاکھوں بنی اسرائیل معدوم ہو سکتے ہیں تو ان کا فرستادہ مخفی کیوں نہیں ہو سکتا؟ جب بنی اسرائیل غائب ہیں تو رسولاً الیٰ بنی اسرائیل کیسے نمایاں ہوگا؟ ہاں تحقیق کیجئے جہاں اسباط عشرہ کے آثار اور نشان ملیں گے ان کی طرف مبعوث ہونے والا ہادی برحق بھی مل جائے گا۔

قرونِ اولیٰ کی کتاب اعمالِ توما میں ہے کہ ٹیکسلا میں توما حواری کی تبلیغی کوششوں سے باقاعدہ ایک کلیسیا بن گئی۔ اب یہ کلیسیا کہاں ہے؟ قرنِ اوّل میں ہندوستان کے شمال مغرب میں ٹیکسلا بدھوں کا عظیم مرکز تھا۔ اب نہ وہاں بدھ مذہب کے لوگ ہیں، نہ ان کے ہادی کا لٹریچر بظاہر ملتا ہے۔ آثارِ قدیمہ کی مدد سے یہ دونوں برآمد ہوگئے۔ اسی طرح تحقیق کیجئے۔ عیسیٰ مسیح کا نشان مل جائے گا [illegible]ت عیسوی کے آثار بھی ——— (۱) عہد مسیح میں ———

بنی اسرائیل تو یہاں تک مایوس ہو چکے ہیں کہ انھوں نے دس فرقوں کو امت موسوی کے دفتر سے خارج کر دیا تھا۔ وہ انھیں غیر قوموں کا ایک جزو سمجھنے لگے۔

(Life and Time of Jesus by Alfred edershime (1886) P.15

صحیفہ عزورس چہارم میں بنی اسرائیل کے دس فرقوں کے بارہ میں لکھا ہے۔

"بابل میں جلاوطنی کے بعد ڈیڑھ سال کے سفر کے بعد وہ ملک "ارزارۃ" میں چلے گئے۔ یہاں تک کہ تاریخ کے دھندلکوں میں پورے طور پر گم ہو جائیں گے۔"

(Life and Time of Jesus. (P-15)

بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ "ارزارۃ" "ارضِ اخیرۃ" کو کہا گیا۔ تورات میں لکھا ہے "اسباط بنی اسرائیل ارضِ کنعان سے نکل کر ارضِ آخرہ یعنی ایک دوسرے ملک میں پھینک دیئے جائینگے" (استثناء ۲۸ - ۲۹)

مشکل یہ ہے کہ صحیفہ عزورس میں دوسرے ملک کا پہلے ذکر ہے کہ جہاں بنی اسرائیل جلاوطن ہو گئے۔ اس سے مراد فرات کے پار کا ملک بابل ہے۔ جب بابل میں رہنا دوبھر ہوگیا تو وہاں سے ڈیڑھ سال کے سفر کے بعد دور مشرق میں ایک دوسرے ملک یعنی دیراق سرزمین میں جا بسے۔ اس کا نام "ارزارۃ" ہے گویا ارض آخر اور ارزارۃ دو الگ الگ ملک ہیں۔ جوزیفس کہتا ہے کہ بنی اسرائیل کے اسباط عشرہ آج بھی ارزارۃ میں آباد ہیں۔

بعض مغربی علماء کا خیال ہے کہ ارزارۃ یا ازارہ سے مراد وہ قدیم ملک ہے جس میں ہزارہ، ایبٹ آباد، مانسہرہ سے ڈومیال تک کا علاقہ شامل ہے اس کوہستانی علاقہ کو زمانہ قدیم میں "URASA" کہتے تھے۔ "اُراسا"، "ارزارۃ" ایک ہیں۔ دوسری صدی میں مورخ طولمی نے اسے "آرسا" یا "OYARSA" کہا ہے اس کا قدیم دارالخلافہ ایبٹ آباد اور مانسہرہ کے درمیان تھا۔ سٹین نے راج ترنگنی میں اس پر مفصل بحث کی ہے (ملاحظہ ہو ترنگ نمبر ۵ نوٹ ۲۱۷)

ایک مشہور مصنف میجر BLEW نے ثابت کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے اسباط عشرہ اسی علاقہ یعنی ضلع ہزارہ میں آباد ہوئے تھے یہاں کے لوگ خود کو آج بھی بنی اسرائیل کہتے ہیں۔ ارزارۃ سے مراد "اوراسا" ہے سٹین نے راج ترنگنی کے ساتھ قدیم کشمیر کا جو نقشہ شائع کیا ہے اس میں اراسا کی حدود موجودہ ہزارہ تا ایبٹ آباد، مانسہرہ اور اس کے شمال تک دکھائی گئی ہے۔

آنے والے مسیح کے بارہ میں یسعیاہ نبی کے صحیفہ میں لکھا ہے کہ وہ موت سے بچایا جائے گا وہ طبعی عمر پائے گا اور اپنی ذریت، نسل در نسل دیکھے گا۔ وہ زندوں کی زمین یعنی متمدن دنیا سے کٹ جائیگا۔ (یسعیاہ ۵۳ باب) اس کی مزید تشریح صحیفہ عزوراس میں ہے۔

صحیفہ عزورس میں لکھا ہے کہ آنے والا مسیح بنی اسرائیل کے اسباط عشرہ کو پالیگا اور پھر یہ دونوں ایسے غائب ہوں گے کہ ان کا کوئی پتہ نہیں لگے گا کہ کہاں گئے کس جگہ گئے۔ یہاں تک کہ آخری زمانہ میں جب نیا ظہور ہوگا تو ان کا نشان و پتہ ملیگا۔ صحیفہ عزورس کے باب ۱۳ میں ہے:-

"جس طرح سمندر کی پہنائیوں کو کھنگالنا مشکل ہے اور اس کے مخفی حصوں کو دیکھنا ممکن نہیں اسی طرح یوم موعود یعنی مقررہ وقت سے پیشتر جو کہ دوسرے ظہور سے تعلق رکھتا ہے۔ میرے بیٹے اور اس کے گروہ، اسباط عشرہ کو کوئی دیکھ نہیں سکتا۔"

علماء کہتے ہیں کہ یہ حصہ صحیفہ عزورس میں قرونِ اولیٰ کے عیسائیوں نے بڑھایا ہے گویا قرونِ اولیٰ کے عیسائی یہ مانتے تھے کہ حضرت مسیحؑ اور اسباط عشرہ مشرق کے بلاد میں روپوش ہوگئے۔ اہل مغرب کی نظروں سے مکمل طور پر اوجھل ہیں۔ آخری زمانہ میں اس گمشدگی کا انکشاف ہوگا۔

(صحیفہ عزورس چہارم باب ۱۳) صحیفہ عزورس کے الفاظ یہ ہیں:-

"No one on earth would be able to see or know them, till the day of his appearing." (P-35)

دنیا میں کوئی شخص اس قابل نہیں ہوگا کہ فرزند خدا اور اس امت کو دیکھے جو اسباط عشرہ پر مشتمل ہے اسے دریافت کرے یا پائے دوسرے ظہور تک ان کے حالات دنیا کی نظروں سے اوجھل ہوں گے۔

یہ عجیب بات ہے یہ پیشگوئی حضرت مسیحؑ کی آمد ثانی کے بعد آج پوری ہو رہی ہے اسباط گمشدہ کے نشانات اب مل رہے ہیں۔ ہرات میں حضرت مسیحؑ آئے تھے ان کا سلسلہ یہاں قائم ہوا۔ خوشخبری ہو کہ امتِ مسیحا اور ان کے خلفاء کا پورا شجرہ محفوظ ہے اور ابھی ان کے سلسلہ میں ساٹھویں پشت پر آج بھی موجود ہیں۔ ہرات کستان "پیروان مسیحؑ" کے پاس ایک کتاب "احادیثِ مسیحؑ" کے نام سے ہے جس میں یہ سب حالات لکھے ہوئے ہیں۔ یہ بھی لکھا ہے کہ ہم مسیح ناصریؑ کشمیری کی وہ امت ہیں جس کے حالات پردۂ اخفاء میں ہیں۔ آخری زمانہ میں مقررہ وقت پر ان کا ظہور ہوتا ہے پھر مسیحؑ کی مخفی زندگی ظاہر ہوگی اور مسیحؑ کی یہ چھپی ہوئی امت ابھر کر دنیا کے سامنے آ جائے گی۔ ان حقائق میں اس سوال کا جواب مل جاتا ہے کہ بلادِ شرقیہ میں مسیحؑ کی امت مخفی کیوں ہے۔ کہاں گئی ہے؟

حرفِ آخر

فی الجملہ عہد عتیق اور صحفِ بنی اسرائیل کی پیشگوئیوں کا خلاصہ یہ ہے کہ آنے والا مسیح گرفتار ہوگا۔ اس پر مقدمہ چلے گا۔ موت کی سزا اسے ملے گی لیکن انجام کار موت کے منہ سے بچا لیا جائے گا۔ (یسعیاہ: ۵۳ باب)

(۲) وہ بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے تعاقب میں روانہ ہوگا جو کہ دنیا کے پہاڑوں اور ٹیلوں پر منتشر ہیں (حزقی ایل ۳۴ باب)

(۳) وہ گمشدہ اسباط کو پالے گا اور بالآخر ارض کوشرۃ میں جلاوطنوں کو لے کر بس جائے گا۔ (زبور ۶۸ باب)

کوشرۃ کاف اور اشر سے مرکب ہے معنے ہیں حفاظت اور امن میں آجانا مکمل بحالی اور اقبال مندی۔ لفظ کوشرۃ صرف دو جگہ میں آیا ہے۔ ایک مستند لاطینی نسخے کی رو سے رونلڈ ناکس نے زبور کا ایک متبادل ترجمہ دیا ہے اس میں کوشرہ کا ترجمہ "LAND OF PLENTY" کیا ہے (عہد عتیق زبور ۶۸/۷ صفحہ ۱۵۶۴)

یعنی "فراوانی کی زمین" دوسرے تراجم میں مکمل اقبال مندی، محفوظ مامون کے معنے ہیں

(۴) اس کا آخری مستقر ایک اونچا پہاڑ ہوگا۔ چراگاہوں اور چشموں والا علاقہ۔ (زبور ۶۸/۱۸ ، ۲۳/۲)

(۵) اس کے اخلاف اور وہ خود معمورۂ عالم سے مخفی ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ دنیا اس کے مشن کو یکسر بھول چکی ہوگی۔ (عزورس ۱۳ باب)

(۶) آخری زمانہ میں تصویر کا یہ رخ دوبارہ دنیا کے سامنے لایا جائیگا۔ اس طرح صداقت

الم نشرح ہوگی۔ (عزرس باب ۱۳)

یہ پیشگوئیاں زبور ۲۲، ۲۳، ۶۸، ۶۹ یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۵۳، حزقی ایل باب ۳۴ اور صحیفہ عزرس چہارم باب ۱۳ میں بھی ملتی ہیں۔ بنی اسرائیل کی بحالی، جلاوطنوں اور اسیروں کی آبادی کو کوشرہ زبور ۶۸/۷ کے مطابق کہا گیا۔ زبور میں ہے:۔

"وہ قیدیوں کو آزاد کر کے انہیں کوشرہ کی طرف نکال لاتا ہے۔" (۶۸/۷)

یہ آنے والے مسیح کا مشن ہے اس میں کشمیر کی وجہ تسمیہ کی طرف اشارہ ہے۔ صحف سماوی میں کوئی ایک حوالہ بھی نہیں کہ رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مر جائے گا۔ اپنے مشن کو ناتمام چھوڑ دے گا اور بنی اسرائیل کے اسباط عشرہ اس کی ہلاکت سے محروم رہیں گے۔

کلام الامام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کتاب "مسیح ہندوستان میں" میں فرماتے ہیں:۔

"یہ خدا کا ارادہ تھا کہ وہ چمکتا ہوا حربہ اور وہ حقیقت نما برہان جو صلیبی اعتقاد کا خاتمہ کرے اس کی نسبت ابتداء سے ہی مقدر تھا کہ مسیح موعودؑ کے ذریعہ دنیا میں ظاہر ہو (یکسر الصلیب کی)...... پیشگوئی میں یہی اشارہ تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں خدا کے ارادہ سے ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے کہ جن کے ذریعہ سے صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کھل جائے گی۔ تب انجام ہوگا۔ اور اس عقیدہ کی عمر پوری ہو جائیگی لیکن نہ کسی جنگ اور لڑائی سے بلکہ محض آسمانی اسباب سے جو علمی اور استدلالی رنگ میں دنیا میں ظاہر ہوں گے...... یہی وعدہ تھا کہ آسمان ان امور اور ان شہادتوں اور ان قطعی اور یقینی ثبوتوں کو ظاہر نہ کرتا جب تک کہ مسیح موعود دنیا میں نہ آتا۔ اور ایسا ہی ہوا...... اب ضرور ہے کہ دماغوں میں روشنی اور دلوں میں توجہ اور قلموں میں زور اور کمروں میں ہمت پیدا ہو اور اب ہر ایک سعید کو فہم عطا کیا جائے گا اور ہر ایک رشید کو عقل دی جائے گی۔ کیونکہ جو چیز آسمان میں چمکتی ہے وہ ضرور زمین کو بھی منور کرتی ہے۔ مبارک وہ جو اس روشنی سے حصہ لے۔ اور وہی سعادت مند وہ شخص ہے جو اس نور میں سے کچھ پاوے"

(مسیح ہندوستان میں۔ صفحہ ۶۴، ۶۵)

عربی کتاب "الھدیٰ" میں فرماتے ہیں مفہوم یہ ہے کہ:۔

اگر قبر مسیح کو کھولا جائے تو بعید نہیں کہ اس میں سے الواح برآمد ہوں اور عجیب و غریب اسرار کا انکشاف ہوگا۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے

(صفحہ ۱۱۷)

تریاق القلوب میں فرمایا:۔

"ایک بڑا بھاری معجزہ میرا یہ ہے کہ میں نے حسّی بدیہی ثبوتوں کے ذریعہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کر دیا ہے اور ان کی جائے وفات اور قبر کا پتہ دے دیا ہے۔" (صفحہ ۱۴۵)

"یہ وہ فتح عظیم ہے جو حدیث **یکسر الصلیب** کی منشاء کو کلی طور پر پورا کرتی ہے"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۴۵)

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین!

○

محترم میاں محمد صدیق صاحب بانی مرحوم

میرے ذاتی تاثرات

مکرم نور عالم صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ کلکتہ

(۲)

میں نے ایک دن بانی صاحب سے پوچھا کہ آپ نے اپنے فرزند شریف احمد کی شادی قادیان میں کیوں کی۔ جبکہ کلکتہ میں شادی کے تمام سامان آسانی سے مہیا ہو سکتے تھے؟ فرمایا کہ کلکتہ میں اگر یہ تقریب ہوتی تو طعام ولیمہ کا انتظام گرینڈ ہوٹل یا گریٹ ایسٹرن ہوٹل میں کیا جاتا۔ بڑے بڑے لوگ مدعو ہوتے یہ بڑے بڑے لوگ اس طرح کے کھانے ہمیشہ کھایا کرتے ہیں۔ مگر ان درویش بھائیوں کو اس قسم کی تقریبات میں شمولیت کا کہاں موقعہ ملتا ہے۔ یہی رقم جو ہم یہاں خرچ کرتے قادیان میں خرچ کرنا بہتر سمجھا تا ہمارے درویش بھائی اور بہنیں یہ محسوس کریں کہ قادیان سے باہر والے احمدی ان کو بھولے نہیں بلکہ خوشی اور غم میں ان کو برابر کا شریک سمجھتے ہیں۔

کلکتہ میں ان کا معمول تھا کہ ہر عید الفطر کے موقع پر صبح سات بجے کے اندر اندر غریب احمدی بھائیوں اور بیواؤں کے گھروں پر تازہ پکی ہوئی سویاں لے کر خود حاضر ہوتے اور اپنے ہاتھ سے عید کا تحفہ پیش کرتے اسی طرح عید الاضحیہ کے موقع پر قربانی کا گوشت لے کر جایا کرتے۔ یہ کام بانی صاحب ملازمین خانہ سے بھی لے سکتے تھے۔ مگر غرباء (جو عموماً سریع الحس ہوتے ہیں) کی عزت نفس و اکرام کا خیال رکھتے ہوئے مرحوم کو یہی امر پسند تھا کہ وہ خود ہر ایک کے گھر پر عید کا تحفہ لے کر جائیں۔ بانی صاحب مرحوم کے لائق بیٹے ہر سال عیدین کے موقع پر بوڑھے باپ کے سامنے احتجاج کرتے کہ آپ اس بڑھاپے میں اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں۔ جبکہ ہم لوگ آسانی کے ساتھ یہ کام کر سکتے ہیں؟ بانی صاحب فرمایا کرتے کہ تم لوگ اس کوچے سے واقف نہیں ہو اس میں جو لذت مجھے ملتی ہے میرا دل ہی جانتا ہے۔ طبیعت میں عجز و انکسار تھا۔ کبھی بھی فخر و غرور سے کوئی ایسا دعوٰی نہیں کرتے جس سے کبر یا شخصی بڑائی ظاہر ہو۔

ایک سال بہار میں سخت سیلاب آیا بہار کے تقریباً تمام اضلاع سیلاب کی تباہ کاریوں سے متاثر ہوئے۔ نقصانات اتنے زیادہ تھے کہ رفاہ عام کے لئے کام کرنے والے لوگ ٹولیوں میں منقسم ہو کر شہر کی سڑکوں پر ریلیف کے چندے اکٹھا کر رہے تھے۔ اخبارات و ریڈیو کے ذریعہ عوام سے امداد کی اپیل کی جارہی تھی۔ انسانوں سے بھرپور شہر کلکتہ میں ایک غمگسار دل ایسا بھی تھا جس کو اندیشہ لاحق ہوا کہ ایسی مہیب تباہی و شدید مصیبت کے وقت مٹھی بھر احمدیوں کا کیا حال ہوا ہوگا۔ بانی صاحب مرحوم نے نہایت کرب و اضطراب کی حالت میں مجھ سے یہ فرمایا کہ آپ مجھے بہار کے ایسے احمدیوں کے نام لکھ کر دیں جو دیہی علاقوں میں رہتے ہیں اور سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ خاکسار چونکہ ایک عرصہ سے بہار سے باہر رہتا ہے اس لئے دیہی علاقوں کے احمدیوں کی صحیح پوزیشن بتا نہیں سکتا اور نہ خاکسار کے پاس کسی احمدی نے اب تک امداد کے لئے کوئی چٹھی بھیجی ہے۔ موصوف نے فرمایا کہ کم از کم آپ اپنے گاؤں یا قریبی گاؤں کے احمدیوں کے نام لکھ کر دیں۔ میں نے کہا۔ بہت اچھا۔ کئی دن گزر گئے۔ بانی صاحب کی بے چینی بڑھتی گئی۔ ایک دن بعد نماز جمعہ بانی صاحب مجھ سے ملے اور کہنے لگے کہ مرنے کے بعد جب اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا کہ صاحب حیثیت ہونے کے باوجود بہار کے احمدیوں کی مدد تو نے کیوں نہ کی تو میں اللہ تعالیٰ سے عرض کروں گا............ کہ اس کا جواب نور عالم سے طلب فرما۔ بانی صاحب کے انداز گفتگو سے مجھے پریشانی بھی ہوئی اور احساس پشیمانی بھی تھا۔ خاکسار نے اسی دن شام کو دو غریب و پریشان حال احمدیوں کے لئے امداد کی اپیل کی۔ بانی صاحب نے دونوں کے لئے وظیفہ مقرر فرما دیا۔ بلا ناغہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو دونوں کے نام منی آرڈر ارسال ہو جاتا۔ بعد ازاں جوابی پوسٹ کارڈ بھی۔ یہ جاننے کے لئے کہ منی آرڈر کی رقم پہنچی یا نہیں۔

مکرم بانی صاحب اڑیسہ اور بہار کے تقریباً چالیس یا پچاس مستحق افراد کو باقاعدگی کے ساتھ ماہانہ وظیفہ دیا کرتے تھے۔ اور وظیفہ پانے والوں میں اکثریت بیوگان و یتامیٰ کی ہوتی تھی۔ مرکزی افسران مال جب دورے پر کلکتہ تشریف لاتے تو بانی صاحب ان کو ایسے افراد کی فہرست دیا کرتے جن کی امداد کی جاتی تھی۔ اور ان سے درخواست کرتے کہ اڑیسہ اور بہار کا سفر کرتے ہوئے اس بات کا جائزہ لیں کہ وظیفہ پانے والوں کی فہرست میں کوئی رد و بدل یا ترمیم و تنسیخ کی ضرورت تو نہیں ساتھ ہی یہ بھی تاکید فرماتے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی مستحق محروم ہو جائے۔ اور غیر مستحق کو وظیفہ ملتا رہے۔ لفظ مستحق کے معروف معنی سے بانی صاحب بخوبی آگاہ تھے اور اس کی لغوی حیثیت کا آپ کو علم تھا لیکن اگر کسی احمدی کی امداد کا معاملہ سامنے آتا تو آپ کے نزدیک مستحق وہ ہوتا جو نظام سلسلہ سے اخلاص کا تعلق رکھتا ہو۔ صوم و صلوٰۃ کا پابند ہو اور اپنے اچھے دنوں میں حتی المقدور مرکزی چندے ادا کرتا ہو۔

عام طور پر آپ کا طریق عمل یہ تھا کہ باہر کی جماعت کا کوئی احمدی اگر امداد طلب کرتا تو آپ اس کو مرکز سے رجوع کرنے کا مشورہ دیتے اور ساتھ ہی یقین دلاتے کہ مرکز نے اگر سفارش کر دی تو وہ ضرور امداد کریں گے اور اگر مقامی جماعت کا کوئی فرد آپ سے امداد کا طلبگار ہوتا تو آپ فرماتے کہ امیر جماعت سے سفارشی چٹھی لے کر آئیں۔ مرکز یا مقامی جماعت کے امیر کی سفارش پر آپ ضرور مدد فرمایا کرتے تھے۔ اس قسم کی پابندیاں عائد کرنے میں ایک لطیف نکتہ یہ تھا کہ جماعت کے اندر دست سوال دراز کرنے کا طریق رواج نہ پائے۔ دیگر یہ کہ غیر ذمہ دارانہ طور پر امداد کرنے سے جماعتی تنظیم کو صدمہ نہ پہنچے۔

بانی صاحب مجلس عاملہ کلکتہ کے ممبر تھے اور مختلف وقتوں میں جماعت کے مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ خاکسار کو بارہ تیرہ سال تک ان کے ساتھ بحیثیت ممبر مجلس عاملہ کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ میں نے دیکھا کہ موصوف ہمیشہ صائب اور بے لاگ مشورہ دیا کرتے۔ مجلس عاملہ کا کوئی اجلاس ہو آپ کی رائے سب کے لئے قابل قبول ہوتی تھی۔ کبھی کوئی ایسا مسئلہ پیش نہیں آیا جس کا تسلی بخش حل آپ نے پیش نہیں کیا۔

قلب و نظر کے وہ نمایاں اوصاف جن کا اوپر تذکرہ ہو چکا ہے (باقی ص ۸ پر)

امراءِ کرام اضلاع و قائدین اضلاع سے ضروری گزارش

مقابلہ سائیکل سفر بین الاضلاع سال ۱۳۵۷ہش / ۱۹۷۸ء کے لئے کوائف فارم دیہہ، قواعد و ضوابط مقابلہ سائیکل سفر اور اس کی غرض و غایت پر مشتمل ایک سرکلر آپ کی خدمت میں بھجوایا جا رہا ہے یہ تحریک اپنے اندر بہت سے مفید پہلو رکھتی ہے۔ امراء کرام اضلاع کی نگرانی میں فوری طور پر ایک کمیٹی تشکیل کی جائے۔ قائد صاحب ضلع اور ناظم صاحب انصار اللہ ضلع اس کمیٹی کے لازمی ممبر ہوں گے۔ قائدین اضلاع صاحبان کی خدمت میں گزارش ہے کہ فوری طور پر اس کمیٹی کی تشکیل کی اطلاع مرکز میں بھجوائیں اور اس تحریک کو فعال اور مؤثر بنانے کے لئے شروع سال سے ہی مقدور بھر کوشش فرمائیں اور ماہ بماہ اپنی کارکردگی سے مرکز کو مطلع فرماتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خیرِ اُمّت کا نافع وجود بنائے۔ آمین

(مہتمم صحت جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

برائے توجہ لجنات ضلع جھنگ

مندرجہ ذیل لجنات کے نام شائع کئے جا رہے ہیں جن کو گزشتہ سال تقریباً تین مرتبہ بذریعہ سرکلر توجہ دلائی گئی تھی کہ رپورٹ ماہانہ اور چندہ بھجوائیں۔ لیکن کسی کی طرف سے جواب نہیں ملا۔ براہِ مہربانی اس اعلان کو پڑھ کر جواب دیں کہ یہاں لجنہ قائم ہے بھی یا نہیں۔ اگر قائم ہو تو اپنے مکمل پتہ خط و کتابت سے مطلع کر دیں۔ اس سال ماہ اکتوبر ۷۷ء سے لیکر دسمبر ۷۷ء تک بھی چندہ نہیں آیا۔ بستی وریام۔ گھوڑیوالہ۔ جھنگ صدر۔ ڈاور۔ جیبوٹ۔ ٹھٹھہ سندرانہ۔ بیکانسو آنہ۔ ٹھٹھہ جوتیرہ۔ چک ۲/۴ H.R۔ چاہ لاڈیانہ۔ لالیاں۔ چک نمبر ۴۹۷۔ کوڑووالہ۔ بھٹہ سکندریہ۔ چک نمبر ۲۹۷۔ چک نمبر ۲۲۵۔ (صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

اعلان

ا۔ محترم چوہدری عبداللہ خان صاحب مرحوم (امیر جماعت کراچی) کے بارے میں احباب کے تاثرات مطلوب ہیں تا ان کے سوانح شائع کئے جا سکیں۔ بعض احباب نے سات سال پہلے اپنے تاثرات دیئے تھے لیکن وہ ضائع ہو گئے تھے۔ ان کے تاثرات دوبارہ مطلوب ہیں۔

۲۔ اسی طرح محترم ملک غلام فرید صاحبؓ کے بارے میں بھی تاثرات مطلوب ہیں۔

(ملک صلاح الدین۔ معرفت خدمتِ درویشان۔ ربوہ)

اعلان دارالقضاء

مکرم محمد اسلم صاحب شاد منگلا ۲/۵ دارالرحمت شرقی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ میرے والد مکرم حاجی صالح محمد صاحب ولد محمد صاحب وفات پا چکے ہیں قطعہ ۲/۵ واقع محلہ دارالرحمت رقبہ دو کنال مشترکہ طور پر کلثوم بی بی صاحبہ و اللہ بخش صاحب و ملک خالد لطیف صاحب اور والد صاحب مرحوم کے نام الاٹ ہے۔ والد صاحب مرحوم کا حصہ زمین ۱۰ مرلہ کا ہے۔ میرے علاوہ مرحوم کے درج ذیل وارثان بھی ہیں جنہیں پلاٹ مذکور میں سے والد صاحب مرحوم کا حصہ زمین میرے نام منتقل کئے جانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

(۱) صاحب بی بی صاحبہ بیوہ (۲) محمد عبداللہ صاحب (۳) عبدالقادر صاحب (۴) محمد شفیع صاحب (۵) بشیر احمد صاحب پسران مرحوم۔ (۶) سلمیٰ بیگم صاحبہ (۷) اسماء بیگم صاحبہ (۸) ثریا بیگم صاحبہ (۹) فاطمہ بی بی صاحبہ دختران مرحوم۔

لہٰذا استدعا ہے کہ پلاٹ مذکور میں سے والد صاحب مرحوم کا حصہ زمین میرے نام منتقل کرنے کا فیصلہ صادر فرما دیں۔

اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دی جاوے۔

(ناظم دارالقضاء۔ ربوہ)

ایک نہایت ضروری یاد دہانی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ سالانہ اجتماع انصار اللہ کے موقعہ پر فرمایا تھا:۔

"انصار اللہ احمدی خاندانوں کے لئے باپ کی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے ان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ

(۱) ہر احمدی خاندان کا ہر فرد کم از کم اُردو لکھ اور پڑھ سکتا ہو۔

(۲) ہر احمدی گھرانہ میں کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام موجود ہوں اور زیرِ مطالعہ ہوں اور انہیں بچوں کو پڑھانے کا انتظام ہو۔ ......

...... تین ماہ میں کم از کم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک کتاب ضرور خرید لیا کریں اور خریدنے کی ترتیب یہ رکھیں کہ حضور علیہ السلام نے جو آخری کتاب تصنیف فرمائی اُسے پہلے خرید کر پڑھیں اور پھر اس سے قبل کی کتب علی الترتیب خریدتے چلے جائیں۔"

(الفضل ۲۹ر اکتوبر ۱۹۷۷ء)

اراکین انصار اللہ کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آخری تصنیف "پیغام صلح" ہے یہ براہِ راست الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ سے طلب فرمائیں۔ اکٹھی خریدنے پر ۲۰ فیصد کمیشن مل جاتا ہے۔ اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں اور حضور کے ارشاد کی تعمیل کریں۔ (قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

دُعائے مغفرت

عزیزم چوہدری محمد افضل بی اے سٹوڈنٹ ولد چوہدری محمد یوسف صاحب آف گوکھووال بعمر ۲۶/۲۷ سال اچانک موٹر سائیکل کے حادثہ میں مورخہ ۱۹ ۱۱/۷۷ کو نواب شاہ میں فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم چوہدری محمد اکرم صاحب سیکرٹری مال کے برادرِ اصغر تھے۔ احبابِ جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کرے اور بوڑھے والدین اور جملہ افرادِ خاندان کو صبرِ جمیل عنایت فرمائے۔

(فیروز الدین انسپکٹر تحریک جدید۔ سندھ)

مکرم محمد صدیق صاحب بانی مرحوم (بقیہ ص۴)

بانی صاحب کے افکار و رجحانات کے بنیادی عوامل تھے۔ ان کے اندازِ فکر میں جرأتِ حق، خلوصِ نیت، وسعتِ قلبی اور استقامت و عزیمت کے جوہر صاف جھلکتے تھے۔

مرحوم کی ذہنی نفسیات سے متعلق یہ امر قابلِ بیان ہے کہ آپ کی بے مثل ذکاوت اور ذہنِ ثاقب اور اس کے ساتھ ہی قوتِ فیصلہ اور استقامتِ رائے آپ کی شخصیت کی تعمیر میں نمایاں رول ادا کرتی ہیں۔ مرحوم کی بالغ نظری کا یہ حال تھا کہ بات کی تہہ تک فوراً پہنچ جاتے تھے۔ نہ صرف آپ کو ذہن کی رسائی نصیب ملکہ تھا بلکہ قوتِ فیصلہ میں بھی کمال حاصل تھا۔ بات چھڑتے ہی اس کی تہہ کو پہنچ جانا اور قوتِ فیصلہ سے کام لینا اور عموماً اس فیصلے کا مصاب اور درست ہونا ایک ایسی خداداد نعمت تھی جو قدرت نے آپ کو نہایت فیاضی سے عطا کیا تھا۔

بانی صاحب کو قریب سے دیکھنے کا جن لوگوں کو موقعہ ملا ہے وہ بانی صاحب کی شخصی عظمت کے قائل اور آپ کی قوتِ مؤثرہ کے معترف ضرور ہوئے ہیں۔ شاید ۱۹۷۰ء کی بات ہے سیّد محی الدین صاحب مرحوم ایڈووکیٹ رانچی کو کیرالہ جاتے ہوئے چند گھنٹوں کے لئے دم دم ہوائی مستقر پر ٹھہرنا تھا۔ سیّد صاحب نے موقعہ غنیمت جان کر یہ چند گھنٹے بانی صاحب کے گھر میں گزارے۔ ان دونوں بزرگوں کی بے تکلف ماحول میں یہ پہلی ملاقات تھی۔ سیّد صاحب مرحوم نے بانی صاحب کے نام ایک خط میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

> "آپ موجودہ دور میں قادیان
> سے باہر ہندوستان کے
> عظیم ترین احمدی ہیں"

اللہ تعالیٰ مرحوم کو نعماءِ اُخروی سے وافر حصہ دے اور آپ کے اہل و عیال کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین

(بدر قادیان ۱۰ر نومبر ۷۷ء)

ہم خدائے رحمان کے عظیم نشانات کا مشاہدہ کر کے از حد متاثر ہوئی ہیں

احمدی خواتین کے جلسہ سالانہ میں لجنہ اماء اللہ انڈونیشیا کے نمائندہ کی تقریر

احمدی خواتین کے جلسہ سالانہ ۱۹۷۷ء میں لجنہ اماء اللہ انڈونیشیا کی نمائندہ نے انڈونیشین زبان میں اپنے جن تاثرات کا اظہار کیا ان کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

پیاری بہنو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

لجنہ اماء اللہ انڈونیشیا کی ممبرات کی طرف سے میں آپ سب کو پُرخلوص السلام علیکم کہتی ہوں۔

ہمارے دل اللہ تعالیٰ کے احسان سے لبریز ہیں جس نے اپنی کمال مہربانی سے ہمیں یہ زرّیں موقع دیا کہ ربوہ کے مقدس مقام کی زیارت کر سکیں۔ ہم انڈونیشیا سے ۲۰ر دسمبر کو روانہ ہوئے تھے۔ ہمارا وفد ۳۵ افراد پر مشتمل ہے۔ ہمیں علم ہے کہ آپ میں سے بھی بہت سی بہنیں یہاں دُور دراز مقامات سے تکالیف برداشت کر کے جلسہ میں شمولیت کی غرض سے آئی ہیں۔ بہت سے مہمان دُنیا کے مختلف حصّوں سے صرف اِسی مقصد کے لئے آئے ہیں تاکہ اپنے امام کی زیارت کر سکیں اور اپنی غیر ممالک کی بہنوں سے ملاقات کر سکیں۔

ہم خدائے رحمان کے عظیم نشانات کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مختلف قوموں کے افراد کو اِس جگہ اکٹھا کرتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی محبّت کے بندھن میں بندھے ہوئے ہیں۔ ایک لاکھ سے زائد احمدی یہاں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ سے برکت حاصل کرنے اور ان کے کلمات سُننے اور ان کی اطاعت کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ ہم اپنے گہرے احساسات کا اظہار نہیں کر سکتیں کہ ہمارے دل خوشی سے کتنے لبریز ہیں۔ آپ کی مہمان نوازی کا کوئی جواب نہیں۔ میں صرف الحمد للہ ہی کہہ سکتی ہوں۔

دعا ہے کہ ہمارا یہاں آنا ہماری لجنہ کی ترقی کے لئے مبارک ہو اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ سے ہماری ملاقات ہمارے ایمان اور ہماری اللہ تعالیٰ کے لئے محبّت کو تقویت پہنچائے اور ہمیں اسلام کی خدمت بجالانے کی توفیق دے۔

اِعلانِ نکاح

خاکسار کے برادر نسبتی عزیزم محمد نصر اللہ ابن محترم مولوی محمد حسین صاحب (صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام و مربّی سلسلہ عالیہ احمدیہ سکنہ محلہ دار النصر غربی ربوہ) کا نکاح عزیزہ ناصرہ طیبہ بنت مکرم حکیم مولوی محمد الدین صاحب سابق مبلّغ بنگلور۔ مدرس عالی مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان (انڈیا) جو کہ اِن دنوں پاکستان تشریف لائے ہوئے ہیں، سے مبلغ پانچ ہزار روپیہ حق مہر پر محترم مولانا عبد المالک خان صاحب ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ نے مورخہ ۱۸ر جنوری ۱۹۷۸ء بروز بدھ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں پڑھا۔

احبابِ جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔ آمین

(عبد الغفار خلافت لائبریری ربوہ)

ہفتہ وصولی خدام الاحمدیہ —— ۳ تا ۱۰ر فروری

قائدینِ کرام سے گذارش ہے کہ اپنے ہاں ۳ سے ۱۰ر فروری تک ہفتہ وصولی کا اہتمام فرمادیں اور اِس دوران زیادہ سے زیادہ وصولی کے لئے کوشش کریں اور اپنی کارکردگی کی رپورٹ بھی مرکز میں بھجوائیں۔

(مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

امرائے کرام / صدر صاحبان / صدر صاحبان موصیان

جماعتہائے احمدیہ توجّہ فرمائیں

قاعدہ ۲۲۵ دربارہ وصیّت کے الفاظ درج ذیل ہیں:۔

"ہر جماعت میں امیر صاحب / صدر صاحب ۔ صدر صاحب موصیان دو موصی حضرات پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل کریں گے جو ہر سال اِس امر کی نگرانی کرے گی کہ تمام موصیان شرائط وصیّت کو پورا کر رہے ہیں؟ بصورتِ دیگر ایسے موصی کے متعلق اپنی بصیغہ راز رپورٹ بتوسط امیر / صدر مقامی مرکزی مجلس کارپرداز کو بھجوائے گی۔

نائب صدر صاحبہ موصیات ایسی رپورٹ برائے ضروری کاروائی مذکورہ کمیٹی کو کریں گی۔"

براہِ کرم مندرجہ بالا قاعدہ کی تعمیل میں امراء صاحبان ۔ صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ ہر جماعت میں نگران کمیٹی مقرر فرمائیں اور جس موصی کے خلاف شکایت ہو اس کی بصیغۂ راز رپورٹ اپنی وساطت سے مرکزی مجلس کارپرداز کو بھجوائیں۔

تمام امراء / صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ براہِ کرم نظارت بہشتی مقبرہ کو مطلع فرمادیں کہ انہوں نے اپنی جماعتوں میں ایسی کمیٹیاں نامزد فرمادی ہیں اور وہ یہ مفوضہ نگرانی کر رہی ہیں؟

(صدر مجلس کارپرداز)

دعائے مغفرت

خاکسار کی چھوٹی بہن عزیزہ کلثوم بیگم صاحبہ بنت ملک محمد عبد اللہ خان صاحب مرحوم سابق پریذیڈنٹ جماعتِ احمدیہ ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ مورخہ ۵ر جنوری ۱۹۷۸ء بروز جمعرات ربوہ میں اچانک انتقال کر گئیں۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ بوجہ موصیہ ہونے کے نماز جنازہ کے بعد بہشتی مقبرہ میں اُسی دن شام کو دفن ہوئیں۔ مرحومہ ۳۵ برس سے زائد عرصہ سے موصیہ تھیں اور وفات کے وقت قریباً ۶۳ سال عمر تھی۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری مرحومہ بہن کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور درجات بلند کرے۔ مرحومہ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ ایک ہی بیٹا تھا جو چالیس برس پہلے بچپن میں فوت ہو گیا تھا۔

(خاکسار صفدر علی خان ریٹائرڈ سیکرٹری جنرل پاکستان ریڈ کریسنٹ ۔ کراچی)

(۲) برادرم مکرم راجہ محمد اسلم خان صاحب جنجوعہ مورخہ ۱۳ر جنوری بروز جمعۃ المبارک دل کا دَورہ پڑنے سے C.M.H کھاریاں میں وفات پا گئے، انّا للہ وانّا الیہ راجعون

مرحوم ریٹائر ہونے کے بعد آجکل جہلم میں پریکٹس کرتے تھے۔ اپنا فارغ وقت سلسلہ کی کتب کا مطالعہ کرنے میں صرف کرتے تھے۔ کچھ عرصہ سے جماعتِ احمدیہ جہلم کے قاضی کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے تھے۔ جنازہ ۱۴ر جنوری کو ربوہ لایا گیا۔ نماز ظہر کے بعد مسجد مبارک میں محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد قبرستان عام میں تدفین ہوئی۔ تدفین مکمل ہونے پر محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نے دعا کرائی۔

احبابِ جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور بھائی بہنوں بیوہ اور معمر والدہ کو صبرِ جمیل عطا کرے۔ آمین

(راجہ محمد افضل خان ۲/۲ دار الرحمت غربی ربوہ)

درخواستِ دعا

میری نواسی اور عزیزم سعید احمد صاحب کارکن دار الضیافت ربوہ کی اکلوتی بچی کا اپنڈے سائیٹس کا اپریشن ۲۸ر جنوری کو سول ہسپتال فیصل آباد میں ہوا ہے۔

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بچی کو اپریشن کے بعد کی جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے اور صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

(خاکسار غلام محمد محلہ فیکٹری ایریا ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴